

تفہیم القرآن

الکافرون

نام | پہلی ہی آیت قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ کے لفظ الکافرون کو اس سورہ کا نام قرار دیا گیا ہے۔
 زمانہ نزول | حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت حسن البصری اور غیر وہ کہتے ہیں کہ یہ سورہ مکی ہے حضرت
 عبداللہ بن زبیر کہتے ہیں مدنی ہے، اور حضرت عبداللہ بن عباس اور قتادہ سے وہ قول منقول ہوئے
 ہیں۔ ایک یہ کہ یہ مکی ہے اور وہ سرا یہ کہ مدنی ہے لیکن جمہور مفسرین کے نزدیک یہ مکی سورہ ہے اور
 اس کا مضمون خود اس نے مکی ہونے پر دلالت کر رہا ہے

تاریخی پس منظر | مکہ غلطہ میں ایک دور لیا کرتا ہے جب بنی سلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اسلام کے
 خلاف قریش کے مشرک معاشرے میں مخالفت کا طوفان تو بہ پا ہو چکا تھا، لیکن ابھی قریش کے مشرک
 اس بات سے بالکل مایوس نہیں ہوئے تھے کہ حضور کو کسی نہ کسی طرح مسالحت پر آمادہ کیا جاسکے۔
 اس لیے وقتاً فوقتاً وہ آپ کے پاس مسالحت کی مختلف تجویزیں لے لے کر آتے رہتے تھے تاکہ آپ ان
 میں سے کسی کو مان لیں اور وہ نزاع ختم ہو جائے جو آپ کے اور ان کے درمیان رونما ہو چکی تھی اس
 سلسلے میں متعدد روایات احادیث میں منقول ہوئی ہیں:

حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت ہے کہ قریش کے لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
 کہا ہم آپ کو اتنا مال دے دیتے ہیں کہ آپ مکہ کے سب سے زیادہ دولت مند آدمی بن جائیں، آپ
 اس عورت کو پسند کریں اس سے آپ کی شادی کیے دیتے ہیں ہم آپ کے پیچھے چلنے کے لیے تیار ہیں
 آپ بس ہماری یہ بات مان لیں کہ ہمارے معبود کی بڑائی کرنے سے باز رہیں۔ اگر یہ آپ کو منظور
 نہیں تو ہم ایک درخت جو یہاں آپ کے سامنے پیش کیتے ہیں جڑ میں آپ کی بھی بھلائی ہے اور ہمارے بھی۔

حضرت نے پوچھا وہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا ایک سال آپ ہمارے معبودوں کی عبادت کریں اور ایک سال ہم آپ کے معبود کی عبادت کریں حضور نے فرمایا اچھا، ٹھیک ہے، میں دیکھتا ہوں کہ میرے رب کی طرف سے کیا حکم آتا ہے۔ اس پر وحی نازل ہوئی قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكَافِرُونَ ۔۔۔۔ اور یہ کہ قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَعٰلٰی تَدْعُوْنَ اَعْبُدُوْا اَيُّهَا الْجٰہِلُوْنَ (الزمرہ آیت ۲۶)۔ ان سے کہو، اے نادانو! کیا تم مجھ سے یہ کہتے ہو کہ اللہ کے سوا میں کسی اور کی عبادت کروں؟ (ابن جریر ابن ابی حاتم طبرانی)۔ ابن عباسؓ کی ایک اور روایت یہ ہے کہ قریش کے لوگوں نے حضور سے کہا ”اے محمد اگر تم ہمارے معبودوں کو چوم لو تو ہم تمہارے معبود کی عبادت کریں گے“ اس پر یہ مسودہ نازل ہوئی۔ (عبد بن حمید)۔

سعید بن میناء را ابو البختری کے آزاد کردہ غلام، کی روایت ہے کہ ولید بن مغیرہ، حاص بن وائل التود بن المطلب اور زامیہ بن خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور آپ سے کہا ”اے محمد، آؤ ہم تمہارے معبود کی عبادت کرتے ہیں اور تم ہمارے معبودوں کی عبادت کرو اور ہم اپنے سارے کاموں میں تمہیں شریک کیے لیتے ہیں۔ اگر وہ چیز جو تم لے کر آئے ہو اُن سے بہتر ہوئی جو ہمارے پاس ہے تو ہم تمہارے ساتھ اُس میں شریک ہونگے اور اپنا حصہ اس سے پاس گے۔ اور اگر وہ چیز جو ہمارے پاس ہے اُس سے بہتر ہوئی جو تم لے کر آئے ہو تو ہم ہمارے ساتھ اس میں شریک ہونگے اور اس سے اپنا حصہ پا لیں گے“ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ وحی نازل فرمائی کہ قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكَافِرُونَ ۔۔۔۔ (ابن جریر و ابن ابی حاتم ابن شہاب نے بھی سیرت میں اس واقعہ کو نقل کیا ہے)۔

لہذا اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی درجہ میں بھی اس تجویز کو قابلِ قبول کیا معنی قابلِ غور بھی سمجھتے تھے، اور آپ نے معاذ اللہ کفار کو یہ جواب اس امید پر دیا تھا کہ شاید اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی منظوری آجائے۔ بلکہ دراصل یہ بات بالکل ایسی ہی تھی جیسے کسی ماتحت افسر کے سامنے کوئی بے جا مطالبہ پیش کیا جائے اور وہ جانتا ہو کہ اس کی حکومت کے لیے یہ مطالبہ قابلِ قبول نہیں ہے، مگر وہ خود صاف انکار کر دینے کے بجائے مطالبہ کرنے والوں سے کہے کہ میں آپ کی درخواست اور پیچ دیتا ہوں، جو کچھ وہاں سے جواب آئے گا وہ آپ کو بتا دوں گا۔ اس سے فرق یہ واقع ہوتا ہے کہ ماتحت افسر اگر خود ہی انکار کر دے تو لوگوں کا اصرار جاری رہتا ہے لیکن اگر وہ بتائے کہ اوپر سے حکومت کا جواب ہی تمہارے مطالبہ کے خلاف آیا ہے تو لوگ مایوس ہو جاتے ہیں۔

دوسرے بن مہدیہ کی روایت ہے کہ قریش کے لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اگر آپ پسند کریں تو ایک سال ہم آپ کے دین میں داخل ہو جائیں اور ایک سال آپ ہمارے دین میں داخل ہو جائیں کریں
 (عبد بن محمد - ابن ابی حاتم)۔

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ ایک ہی مجلس میں نہیں بلکہ مختلف اوقات میں مختلف مواقع پر کفار قریش نے حضور کے سامنے اس قسم کی تجویزیں پیش کی تھیں اور اس بات کی ضرورت تھی کہ ایک دفعہ دوڑو کہ جواب دے کر ان کی اس امید کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دین کے معاملہ میں کچھ دوا دیکھ کر کے طریقے پر ان سے کوئی مصالحت کر لیں گے۔

موضوع اور مضمون اس پس منظر کو نگاہ میں رکھ کر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ سورۃ مذہبی رد و ادائیگی کی تلقین کے لیے نازل نہیں ہوئی تھی، جیسا کہ آج کل کے بعض لوگ خیال کرتے ہیں، بلکہ اس لیے نازل ہوئی تھی کہ کفار کے دین اور ان کی پوجا پاٹ اور ان کے معبودوں سے قطعی براءت و بیزاری اور لاتعلقی کا اعلان کر دیا جائے اور انہیں بتا دیا جائے کہ دین کفر اور دین اسلام ایک دوسرے سے بالکل الگ ہیں، ان کے باہم مل جانے کا سرے سے کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ بات اگرچہ ابتداء قریش کے کفار کو مخاطب کر کے ان کی تجاویز مصالحت کے جواب میں کہی گئی تھی، لیکن یہ انہی تک محدود نہیں ہے بلکہ اسے قرآن میں درج کیے تمام مسلمانوں کو قیامت تک کے لیے قیوم دے دی گئی ہے کہ دین انگریزوں میں شامل بھی ہے ان کو اس سے قول اور عمل میں براءت کا اظہار کرنا چاہیے اور بلا رد و رعایت کہہ دینا چاہیے کہ دین کے معاملہ میں وہ کافروں کے کسی قسم کی مداخلت یا مصالحت نہیں کر سکتے۔ اسی لیے یہ سورۃ اُس وقت بھی پڑھی جاتی رہی جب وہ لوگ مڑھپ گئے تھے جن کی باتوں کے جواب میں اسے نازل فرمایا گیا تھا، اور وہ لوگ بھی مسلمان ہونے کے بعد اسے پڑھتے رہے جو اس کے نزول کے زمانے میں کافروں، مشرک تھے، اور ان کے گزر جانے کے صدیوں بعد آج بھی مسلمان اس کو پڑھتے ہیں کیونکہ کفر اور کافری سے بیزاری و لاتعلقی ایمان کا دائمی تقاضا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں اس سورۃ کی کیا اہمیت تھی، اس کا اندازہ ذیل کی چند احادیث سے کیا جاسکتا ہے:-

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ میں نے بار بار حضور کو فجر کی نماز سے پہلے اور

مغرب کی نماز کے بعد کی دو رکعتوں میں قُلْ، يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور قُلْ هُوَ اللَّهُ احد پڑھتے دیکھا ہے
 (اس مضمون کی متعدد روایات کچھ لفظی اختلافات کے ساتھ امام احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن بجان
 اور ابن مردؤیہ نے ابن عمر سے نقل کی ہیں)۔

حضرت نَبَاتُ بَکِتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ جب تم سونے کے لیے اپنے بستر پر
 لیٹو تو قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ پڑھ لیا کرو، اور حضور کا خود بھی یہ طریقہ تھا کہ جب آپ سونے کے لیے لیٹتے تو
 یہ شعوۃ پڑھ لیا کرتے تھے (بخاری، طبرانی، ابن مردؤیہ)۔

ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا: میں تمہیں بتاؤں وہ
 کلمہ جو تم کو شرک سے محفوظ رکھنے والا ہے؟ وہ یہ ہے کہ سوتے وقت قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ پڑھ
 لیا کرو (ابو یعلیٰ، طبرانی)۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبلؓ سے فرمایا سوتے وقت
 قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ پڑھ لیا کرو کیونکہ یہ شرک سے برأت ہے (بخاری، شعب)

قزوہ بن نوفل اور عبد الرحمن بن نوفل، دونوں کا بیان ہے کہ ان کے والد نوفل بن معاویہ الاشجعی
 نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسی چیز بتا دیجیے جسے میں سوتے وقت پڑھ
 لیا کروں۔ آپ نے فرمایا قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ آخر تک پڑھ کر سو یا لیا کرو، کیونکہ یہ شرک سے برأت
 ہے (مسند احمد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ابی شیبہ، حاکم، ابن مردؤیہ، بخاری، شعب)۔ ایسی
 ہی درخواست حضرت زید بن ساریثؓ کے بھائی حضرت جبکہ بن ساریثؓ نے حضورؐ سے کی تھی اور ان کو
 بھی آپ نے یہی جواب دیا تھا (مسند احمد، طبرانی)۔